

خودنوشت سوانحیات

مولانا درالدین محمد عاصی ندوی

مجید الدین فراہی کی تحریک میں مولانا مخادی
 (عبداللہ بن مرحوم بھی مجید را آباد تشریف لائے
 اور نظام نے انہیں دارالزینجرا کا ہشتم مقبرہ کی
 میں بھی ان کے ہمراہ حیدر آباد بڑائے
 تعمیر کیا، حیدر آباد میں ہمارا گھر ہندوستان
 کی ماڈل نماز علمی، دینی، سیاسی اور ادبی شخصیتوں
 کی آمد سے بار و نقی رہتا، مولانا اوناں الکلام

کو لانا بشیل حیر اج پوری حشا ملک نظر
پڑھاتے تھے، ان کا رعب طلبہ پر بھر دلت
خواری دہتا تھا، جو سمل کئے مگر اس بھی تھے
اور با درجی خلاف کے اپنے اچ بھی تھے، اس لئے
میں مولانا عبد الودود صاحب اور فاروق حشا
بھی تھے، اپنے دفتر کی عنیم مرتب شخصیتیں
نہ دہاء الحمار میں جس تھیں اور حسن کی شاگردی
حاصل ہونے پر اچ بھی سمنازتے۔

اوزاد، مولانا ابوالاٹلی مودودی، مولانا
ابوالیحیم مودودی، یا باگے اردو مولوی عبد الرحمن
جوشی ملک آبادی، لواب علام الدلک بلگرامی
مر جوم چندے اذبیار ہیں، ان علی ادو انسویوں
کو فریب سے دیکھتے اور سننے کا موقعہ ملا، لیکن
میر ادل حیدر آباد میں نہیں رکا۔
غالباً ۱۹۳۷ء میں عربی قسم کیلئے ندوی العلماء
لکھنؤ بھی اگلی خمس الحلال حفیظہ الرشاد صاحب

نہ تھم تھے۔

ندوہہ الحمار کا قیام دلچسپ دریا دگار
رہا، سانچھے سال قبل کا لکھنؤ اپنی مخصوص ہے وہی
و ثقا فت میں رکتا کے زمانہ تھا، دلچسپ یادیں
دل ددماغ میں نقش ہیں، اس زمانے میں
ندوہہ پرانی عمارت میں قائم تھا، جسیں دفتر
بھی تھا اور جائیں بھی ہوا کرنی تھیں،
مولانا حفیظ اللہ صاحب قابل اور با صفات
آدمی تھے، پہنچ ڈھا کر یونیورسٹی میں پڑھیں وہ
پکے تھے، ما موس مرحوم نے میری تعلیم کے لئے
انھیں کے نام ایک خط لکھ دیا تھا۔
ہوشیں کی عمارت میرے سامنے ہی تھیں ہوں۔
دوس حصہ اور درس قرآن میں میرے
ساتھ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی نقاش ندوی
محب اللہ لاری صاحب، عبد القادر صاحب
معطف کریم صاحب، اور عبد اللہ قدوانی

حیفہ و محمد و کن اک بارہ و قد کبر الاسم
لکیر تیں اد ملک اپنی اسرائیل اور
سوال:- اگر کوئی شخص نماز خازہ میں اس
وقت آئے جبکہ امام جو شخص لکیر کہہ چکا ہو مگر
اس نے ابھی سلام نہیں پھراہے تو یہ شخص
کی کرے۔

جواب:- صورتِ مسئلہ میں مفتریہ قول
ہے،

یہ ہے کہ سماز جہازہ میں تکیر کہ کہ شرکیہ موجہ
اور پھر نہاز ختم ہونے پر فوت شدہ تین تکر
یکے بعد دیگرے کہے دعا وغیرہ نہ پڑھے
و ان جاء در حل و قدر کبر الامام امریعا
ولم يسلم لاسيد غل مده في مراديه عن
ابي حنيفة والاصح انه يدن حل و علىيه

العنوانی کن افی المضمرات شم مکہ مریضا تا
قبل ان تر فتح این از کامہتا بعلاد دعا
ی محاکم افی بالخل عمه قادی عالمگیر یہ
حلہ اول صفر ۲۳۱

سوال:- یہ جائزہ کے آگے سوار ہو کر چلتا
مکروہ ہے۔

جواب:- ہاں مکروہ ہے ویکبر کا ان وی مقدم
ایجتاس نہیں اکبا کن افی قادی قاعی بیان
قادی عالمگیر یہ احمدی اول صفر ۲۲۱

جاہز ہے؟
جواب:- صورت مسٹر میں اگر پر شدہ رقصہ
ہے اور گردن کا اتنا حصہ باقی ہے کہ رقص کیا
چا سکتا ہے تو زیج کر کے کھانا جائز ہے لیکن خود
یہاں سر کھانا درست نہیں، لیکن اگر سر کے
ساتھ پوری گردن تو رُدی ہو اور گردن کو کرنے
کی مقدار بھی گردن نہیں ہے تو وہ پر شدہ حرام
ہے اس کا استھان بالکل درست نہیں

تعلیم و تربیت سے متعلق ہے، جسے انکے صاحبِ اجراء
شاید عوادی نے ارسال کیا ہے شائع کر دیے
ہیں، اور فقاریں - تبریزیات - سے دعا و منفعت
کی درخواست ہے، کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی
منفعت فرمائے اور پس ماندگان کو ہبھ جیل
علاؤ فرمائے۔

میرے مورث اعلیٰ قاضی شیخ قطب الدین
جہانگیر کے زمانے میں عرب سے ہندوستان آئے
جہانگیر نے صوبہ جو پورہ کا قاضی القضاۃ مقرر
کیا اور میسے خاندان نے مستقل سکونت انکام کر لی
کے مردم خیز موضع نہ پوری میں اختیار کی ،
یہیں میری پیدائش سترہ ۱۹۰۳ء میں ہوئی ، میرے
والد شیخ الطہر حسین بلڈر یونیورسٹی میں محکم تعلیم
میں ملازمت سنتے ، میں نے اپنے دادا شیخ عبد الرحمن
کو دیکھا تھا ، دولت کی افراط کے ساتھ علم
کی دولت بھی ہمارے گھر کا خاصہ تھا ۔
ابتداء تعلیم جو پورہ شہر میں حاصل کی ۔
میرے ماہوں ، حضرت عبد اللہ عبادی جو علم
نقش کے مشہور عالم تھے اور ابیل تکم گزرے
ہیں ، اس وقت اخبار دیکھ لاموری میں تھے ،
ہندوستان کے طوں دعوض میں آزادی حاصل
کرنے کی جدوجہد اپ کھل کر سانے آئے لگی تھی ،
شہر حیدر آباد میر عثمان علی قاں کی توجہ
کے باعث علوم دنیوں میں ہام عدرج کوچھ پوری
رہا تھا ۔ ۱۹۱۶ء میں دارالترجمہ قائم ہوا مولانا

میں شرکیے تھے ، آپ نے مدت تک اسماعیل بیگ
ہائی اسکول میں درس دندریں کا کام انجام دیا
آپ کی تصنیفات میں خاتم النبیین ، تاریخی کہانیاں
علم شہریت اور نظام حکومت ، اسلامی محضی
تفوییم اور مسلمان اور سائنس ہے ، ہم ذیل
میں انکی خود نوشت سوانح حیات جوان کی

لیکن مشکل یہ تھی کہ جدہ میں اتنے دنوں سے
بر سر کار رہنے کی وجہ سے جو میار اور ہمدردیا
نمہنگی بن گئی تھیں ان کو لکھنؤ ختم کرنا آسان نہ
تھا اڑکوں کی تعلیم کا مسئلہ بھی جل رہا تھا اسے
مولانا مرحوم کے فواہش بیوری نہ ہو سک ۔
مولانا مرہوم کے پیغمبیری و ابتدگی یوں
تو پہنچنے سے تھی لیکن ابتداء شباب سے
عمر کی پہنچنگی تک ربیع صدی کا زمانہ لکھنؤ
میں گذراز نے کی وجہ سے لکھنؤ سے ان کو متاثر
وہ اتفاقیت خاصی ہرگئی تھی پہنچنے اور لکھنؤ دونوں
اہل ادب و ذوق کی جگہیں ویسا اس لیے دنوں
سے رستفادہ کی تھا اور پھر ان کے ادیان احباب
کا حلقوں لکھنؤ میں بسی میں بنا تھا شاگردوں کا ملکہ
سے کلکٹر

علیٰ نہدی سے بحیثیت شاگرد اور قدر رشاس
خصوصی تعلق رکھتے تھے اور اپنے اہم معاملات
میں ان کے مشورے کے طالب ہوتے۔ جیسا کہ
سفر بھی ان کی اجازت حاصل کر کے اور انکے
تادون سے کیا تھا۔ اس کا بت سطور کو بھی ان
سے قریبی تعلق تھا حصول تعلیم کے زمانہ میں درجہ
کے ساتھی، تدریس کے زمانہ میں شعبہ اور موضوع
کے ساتھی اور بے تکلف درست پذیر ساتھیوں
اور دوستوں میں نوعیت کے لحاظ سے منفرد۔
لہذا ان کے استھان کی بھر نہدہ میں اور میرے
لئے خاص طور پر ایک طرح سے ذاتی سانحہ ہے جس کا
اثر عرصہ سنکدل کو محسوس ہوتا رہے گا۔
ان کے استھان کی بھر جس روز نہدہ میں پہنچی
ادب اسلامی پر ایک سینار منعقد ہوتا تھا۔
ادب اسلامی کے ساتھان کی دیرینہ دل پیشی
اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں اس موضوع
کے دائرے سے سلطان کی بنیا پر سینار نے اس
و اقد کوا بیت دی اور سخنیز تحریک پاس کی۔
اللہ تعالیٰ مولانا عبدالماجد صاحب ندوی
کو فریق رحمت کرے اور ان کے استھان سے یہ
خلاصہ ہے اس کا بہتر سے بہتر شکل میں مدادا
فرمائے اور پس مانند گھان کی اس سانحہ میں
پوری ہدایت آمین ۰۰

کاموں بین مدد دھدہ ان میں چند پہ بھر پور
تھا اور طلب کون نا لڑہ پہنچانے اور اپنی رہنمائی
کرنے کی بڑائی تھکرتی۔ یہ تھکر بھن دفت علو
کی حد تک پہنچے ہاتھی میں پر ہم بوگ کبھی کبھی
اختلان بھی کرئے لیکن ہذبہ و قوبہ کو نہ باطل

بہر حال فائدہ سے خال نہ تھی۔
وہ ایک حساس دل رکھتے تھے اسے
اپنی محنت و فکر مندی اور کارکردگی کی
وقت ناقدری دیکھ کر موس کرنے لگتے اور
شکایت ہوتی کہ ان کی محنت کی مقداری
ہرل، لیکن یہ ایک محدود نواعت کی بات
ہوتی۔
تعلیمی و تربیتی میدان میں تو بوج دمحنت
صرن کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو مدت کی
دشواریوں کا بھی پورا پیال تھا اسی لئے وہ
خبرات درسائیں کے مطابق سے دل چیزیں
رکھتے اور کبھی ترجمہ و مصنون کی صورت میں
لکھتے بھی تھے، چونکہ اردو و عربی دو نوں کی
صلایت کے حامل تھے اس لئے ان دونوں
زبانوں کی مدد کے حسب کبی ایش دیپیں
رکھتے تھے۔

تعالیٰ تھا۔ انہوں نے تو بوجی اور مولا نامہ (جو)
کو اس بہاذ جیاز میں وقت گزارنے کا موقع
مل گی۔ مولا نامہ سے قبل جیاز اور مهر کا
سفر کر کچکے تھے اس لئے اس نے ماحول میں
ان کے لئے اجنبیت بھی نہ تھی۔
مولانا مر جوم جیاز میں اپنی مشغولیت
میں منقطع تو بوائے لیکن ان کی محنت میں بشاروں
بند یعنی نہ ہو سکی بہر حال بہتر سے بہتر علاج جو
حاصل ہو سکا انہوں کے اضیافر کی جس سے ان
کو خاصا نالبرد ہے۔ یہ مراش لیا ظیہی
بے فکری بڑھی، ان دونوں یا توں کے اثر سے
ان کی زندگی میں نبٹا کوں میں اضافہ ہوا
ابتنی نبٹی ملازمت کی مشغولیات کے باعث
وہ آزادا بڑھ یق سے تعفیفی یا تربیتی کام نہ
کر سکے لیکن ان کا مطالعہ اور ملت کے خیر دشمن
کے معاملات سے داتفاق اور ان سے بخوبی

وہ عظیم اباد (پینز) کے رہے دائے
تھے جو اردو کے مراکز میں سے ایک مرکز شمار
کیا جاتا رہا ہے۔ اسکے اردد سے ان کی
مناسبت تدریل بات تھی۔ جہاں تک عربی کا
تعلق ہے تو ندوۃ العلماء میں تکمیل کی صورت
میں پڑتا ہے ایک مدعا ندویہ کے سابق شفیق اسٹاد
دادیب مولانا مسعود عالم ندوی کے ساتھ
ان کے ادارہ دار العروضتہ (الاسلام) میں
رہے۔ دہان مولانا مسعود عالم نے ان کی
ہنری و تربیت کی اور عربی سے ان کی ممتاز
و صلاحیت میں اضافہ کیا۔ ہندستان میں
روز بروز ہونے والے منادات سے اور

خاص طور پر بہار کے بعض ملا توں کے خدا
سے جو تقریباً اسی زمانہ میں پیش آئے جب
وہ دارالعلوم مرقد العمامہ اپنی نہ کورہ
بالا دلچسپی میں مصروف تھے بہت سا شر
ہوا۔ ان خدادات کا ان کے دل پر اثر
پڑا۔ اور تقریباً یہی ان کا حسابِ قلبی
تکلیف کے آغاز کی علامت بنایے تکلیف
و ترت کے ساتھ یہ محتی گھٹتی رہی لیکن بصورت
المتراب و اعصاب تکلیف کے علی اعمر مباری
رمجی۔ انہوں نے اس سدل میں مختلف راجح
الورت طرق علاج اختیار کیے لیکن خاطر
خواہ نفع نہ ہو سکا ان تکالیف و احاسات
کا شر غذا رنجی مٹا خانے ان کی صحت

ان کے علاوہ کم مکرمہ میں مولا ناذکر
عبداللہ عباس نہ دی ان کے ستم رعن اور
ندوہ کے درمیان کے بعض ساتھی موجود
تھے۔ جب وہ یہ لفظ اپنے فتح میں محسوس
طرح پہنچنے والے افراد کی نہیں محسوس
ہر آئتی مگر اس کے باوجود مولا نام حرم کو بڑی
مدودی زندگی یاد آئتی اور وہ ندوہ کے تماشہ
دابستان سے وقتاً نو قضا اس کا انتہا رسی
کرتے تھے کہ ان کی خواہش ندوہ میں لوٹنے
کی ہے۔ اور ذوق کی مطابقت اسی سے ہے

چند سال میں خاص کر گئی۔ خاص طور پر رات
کے آخری حصہ میں زیادہ تر بے چینی اور
بے خودی سے سابقہ پڑتا۔
ان کے ناموں پر اور علمی و ادبی دلیلیوں
پر اس کا اثر پڑا اور ان کی یہ خواہش
ہوئی کہ کسی پر سکون حالات کے ملک میں وہ
کچھ مدت گذاریں تاکہ صفت پر اس کا خوشگوار
اثر پڑے اور ندوہ کو صحیح رہنا نہیں چلتے
تھے اس لیے کہ ان دونوں ندوہ کا ماحول ان
کے لوق و اطمینان کا تھا لیکن صفت کی

مولانا عہد الداھر ندوی

اک عزیز دوست اور ادیب

از مولانا عہد الداھر حسین ندوی
صدر شعب معرفت
دہلی المعلقین ندوی العلام

ارے عزیز دوست اور خوبی رفاقت
ساختی مولا نا عبد الماجد ندوی نے مجب
تاریخ کو جدہ میں استھان کیا۔ وہ
ایک عرصہ سے لکھنؤ اور ندوہ میں
لیکن تدبیحی تعلق و محبت اور بذریعہ
ملاقات ندوہ سے ان کا ربط غالب
وہ ہمارے ندوی خاندان علم و ادب
یک عزیز رکن، ہم ذوق رفیق اور
علم و تعلیم کے ساتھی تھے۔ کتنی یادیں
اس قدیمی رفاقت کے ساتھ وابستہ
نقریہ۔ یہ سال جو ہم لوگوں کے
و تعلق میں گزرے اب یاد مانی
لئے اور یہ عزیز دوست بھی ان
علق میں شامل ہو گئے جنہوں نے
نیا سے پرداہ کیا۔

مولانا عبد الماجد بن عبد اللطیف
صلح پٹنے کے ایک گاؤں سکوڑی
ہنے والے تھے ندوہ میں تقریباً ۲۰۰۳ء
میں آئے تھے اور پھر ندوہ میں قریب
را برداشتہ رہے اور ہم کو بھی ان
واقت کی صرف حاصل ہوئی۔
مولانا عبد الماجد صاحب ندوی حملہ
ندوہ سے فارغ ہوئے اور اس کے
ان کو دارالعلوم ندوہ العلماء میں
پس کا موقع طار، جو تقریباً ۲۰۰۲ سال جاری
اس کے بعد وہ تجاز چلے گئے، جہاں
دری عرب ریڈ بُوکے مشرقی شعیر میں
رکنِ کلیشیت سے انتخونے ۱۴ اگرے از
گذارے اور ساتھ سال سے کچھ عمر
رائی احل کو لیک کیا۔

کے پر دی کیا اور کچھ حصہ دیگر رفقا کے پر
کیا گیا۔ مولانا عبدالمadjد صاحب نے صحفوں
اور فوش اسلوبی سے اس کام کو انجام دیا
وہ بڑا انت تاثر تھا، انھوں نے نویں
تحریر الحوزہ کے نام سے ادا نشا، اور ترجمہ
میں معلم الائٹا کے نام سے کتابیں تیار
کیں جو حسنہ صرف دارالعلوم ندوۃ العلما میں
یا لکھ بکشہت دراس میڈا فل نصاہب ہیں اور
ان کے اچھے نتائج سانے آ رہے ہیں فاصلہ
ملکہ پر معلم الائٹا نہ صرف ترجمہ و انشای
گی مشتمل کے لئے معیند ہے بلکہ حسن و خونکش
جس بھی معاورہ ہے۔ معلم الائٹا کا راستا

مولانا عبدالماجد صاحب کو نو خیر
کے طلباء کی نفیات و استعداد کی سمجھی
انچی صلاحیت حاصل تھی اعنون نے تعلق
تعصیت کتب نھا ب اور زنگرانی طلباء
مولانا عبدالماجد صاحب ایک پڑھلو
خلائق اور ملنا ر آدمی تھے ان سے ملتے
ہے والے ان کے ان خلق و صفات سے
تف اور مدار رہے اور سامنیوں کے
میں تھے ایک اجمن تھے۔ نشستیں ہوتیں
ر علمی و اجتماعی و دعوتی۔ سائل پر گھلو
تھے اور تھادڑ میان و لطفن و موسیہست

